بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

علمائے کرام کی خدمت میں

چند ضروری معروضات

تمہید: سنہ والا یار میں دار العلوم کے جلسہ کے موقعہ پر علماء کی جو مجلس مشاورت منعقد ہوئی تھی اس میں نصاب تعلیم میں ترمیم کے لئے ایک سب کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ اور یہ قرار پایا تھا کہ جن حضرات کے ذہن میں مدارس کی تنظیم نصاب میں ترمیم اور طریق تعلیم میں تبدیلی سے متعلق کچھ تجاویز ہوں وہ اُن کو مولانا خیر محمد صاحب صدر سب کمیٹی کی خدمت میں روانہ کر دیں۔

چونکہ ترمیم نصاب کے علاوہ میں ایک دار المبلغین کا قیام بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اس لئے ان مخلصانہ معروضات کو رسالہ میں شائع کر رہا ہوں۔ تاکہ پاکستان کے تمام علماء وقت کی اس اہم ضرورت کی طرف متوجہ ہو سکیں۔

حضرات علمائے کرام السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کی خدمت میں جن خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں وہ ایک عرصہ سے میرے دل میں موجزن تھے۔ مگر اپنی بے بضاعتی، کم مائیگی اور بے علمی کی وجہ سے ان کے اظہار کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں "چھوٹا منہ بڑی بات" والی مثل مجھ پر صادق نہ آجائے لیکن چند ماہ ہوئے مجھے ڈاکٹر کنیتھ[1] کریگ کی تصنیف موسومہ بہ "دعوت مینارہ مسجد" (THE CALL OF THE MINARET) کے مطالعہ کا اتفاق ہوا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف، ہارٹ فرڈ تھیولاجیکل سیمنری (مدرسہ الٰہیات) امریکہ میں عربی ادب اور اسلامیات کے پروفیسر ہیں۔ اُن کی تصنیف پر تو میں رسالہ کے کسی آئندہ نمبر میں تبصرہ کروں گا۔ فی الحال اپنے ایضاح مقصد کے لئے ان کی اس تصنیف سے حسب ذیل اقتباسات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

"اسلام کے عروج کے اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ خود عیسائیوں نے کلیسا کو ناکام اور غیر مؤثر بنا دیا...... اسلام کی نشوونما ایک ناقص عیسائیت کے ماحول میں ہوئی......... ایک عیسائی کے زاویۂ نگاہ سے یہی واقعہ عروج اسلام کا داخلی المیہ ہے۔ یعنی اس نئے دین کی ابتدا اور اشاعت جو اس مذہب کو منسوخ کرنے کے درپے تھا جسے اُس نے کبھی بھی مؤثر طریق پر (کامل طور سے) نہیں جانا تھا۔

"یہی وجہ ہے کہ جب مینارۂ مسجد سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے تو اس میں ایک عیسائی کے لئے تلافی مافات کی دعوت پوشیدہ

---

[1] ڈاکٹر صاحب موصوف ماہ دسمبر ۱۹۵۸ء میں اپنے تبلیغی دورے کے سلسلہ میں لاہور بھی آئے تھے۔ اور انہوں نے وائی، ایم سی، اے کے ہال میں چار تبلیغی لیکچر بھی دیئے تھے۔ جب وہ لیکچر دے رہے تھے تو میں یہ سوچ رہا تھا۔ کہ وہ دن کب آئے گا جب ہمارے علماء ملستان اور امریکہ جا کر اسلام کی تبلیغ کریں گے اور ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا جواب لکھ کر انہیں اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کریں گے؟

ہوتی ہے۔ یعنی اسلام کو اس مسیح سے روشناس کرنا جس سے وہ ہنوز نا آشنا ہے ....

"مسلمان مورخین نے زمانۂ قبل اسلام کو " ایام الجاہلیہ " سے تعبیر کیا ہے۔ وہ زمانہ تاریک اور مغموم تھا کیونکہ " آنے والے " سے ناواقف تھا۔ جہاں تک کہ ایک عیسائی کی نگاہ کام کرتی ہے " اسلام کے باطن میں ابھی تک ایک جاہلیت (ناواقفیت) موجود ہے ——— یسوع کے متعلق ایک جاہلیت .... (ص ۲۴۵ ، ص ۲۴۹)

" اسلام کی حالت یہ ہے کہ وہ مسیح کو نہیں پہچانتا (ص ۲۵۱)

" مسلمان ، مسیح سے ناواقف ہیں (ص ۲۵۴)

"مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی اشد ضرورت کے حق میں یا اس کے جواز میں صرف وہی ایک دلیل کافی ہے جو ہمیں قرآن میں یسوع ناصری کی تصویر کے پردے میں مل سکتی ہے۔ اگر کوئی تصویر نا تمام ہو تو اُسے مکمل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر کوئی تصویر خود ہی اپنی تکمیل کے راستے بند کر دے تو ؟ اگر ہمیں مسیح سے محبت ہے تو ہمیں تلافیٔ مافات لازمی طور سے کرنی پڑے گی۔

" ذرا قرآنی یسوع کی تصویر کو عہد جدید کی تصویر سے ملا کر تو دیکھو ! یہ مسیحی پیغمبر جس رنگ میں اسلام اسے جانتا ہے، کس قدر لاغر اور ناتواں ہے !......... قرآن نے ان لفظوں کا تو ذکر ہی نہیں کیا جو صلیب پر اس کے مونہہ سے نکلے تھے ! قرآن میں نہ اس کے دوبارہ جی اٹھنے کا ذکر ہے نہ گیتھ سیمنی کا ....

"کیا ہم عیسائیوں کا یہ فرض نہیں ہے کہ ہم قرآن کے مردہ یسوع کو غلط فہمی کے دام سے رہائی عطا کریں اور اس کو اس کے اقوال و افعال کی صحیح شان کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے پیش کریں ؟ یہ ہے تلافیٔ مافات سے میرا مطلب (ص ۲۶۲)

"تثلیث اور یسوع سے متعلق جو غلط تصورات قرآن میں پائے جاتے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس بات کا موقع ہی نہ مل سکا کہ وہ عہد جدید کی مستند مسیحیت کا علم حاصل کر سکیں !

"حقیقت یہ ہے کہ اس مسیحی کتاب کی کامل شہادت انہیں کبھی میسر نہ آ سکی !! (ص ۲۶۳)

"قرآن کے مضامین سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسیحیت سے متعلق آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم اپنی اصل کے اعتبار سے تمام تر شنیدہ تھا " (ص ۲۶۳)

مجھے اس وقت اس بات سے بحث نہیں ہے کہ مصنف مذکور نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ——— ایک غیر مسلم سے اس کے علاوہ اور توقع بھی کیا ہو سکتی ہے ؟

——— میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت میں نے یہ عبارتیں پڑھیں تو میں سراپا دریائے حیرت میں ڈوب گیا کہ یہ بات (کہ اسلام اور اہل اسلام دونوں یسوع مسیح سے نا آشنا ہیں اس لیئے ان کو اس ہستی سے آشنا کرنے کے لئے ہمیں کما حقہٗ جدوجہد کرنی چاہیئے) وہ شخص کہہ رہا ہے جس کی قوم نے تمام دنیائے اسلام میں (باستثنائے افغانستان و عرب) مسلمانوں کو یسوع مسیح سے روشناس کرنے کے لئے اپنے تبلیغی مرکز قائم کر رکھے ہیں اور ان پر بلا مبالغہ کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کی آگاہی کے لئے ذیل میں بطور " مشتے از خروارے " صرف چند اعداد و شمار پیش کرتا ہوں کہ بیپٹسٹ ہینڈ بک آف

انڈیا بابت ۱۹۵۴ء سے ماخوذ ہیں ۔

(ا) بھارت میں اس وقت عیسائیوں کی کئی سو مختلف العقاید تبلیغی جماعتیں مختلف طریقوں سے غیر مسلموں میں اپنے مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ اکیلے شہر دہلی میں، صرف پراٹسٹنٹ فرقہ کی ۱۲ تبلیغی جماعتیں سرگرم تبلیغ ہیں۔

(ب) ۱۹۵۴ء میں بھارت کے مختلف صوبوں میں ۵۳۴۲ عیسائی مبلغین اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف تھے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کل دنیا میں کتنے لاکھ عیسائی مبلغین تبلیغ میں مصروف ہوں گے!

(ج) بھارت میں ان تبلیغی جماعتوں کے ۴۴ ڈگری کالج موجود ہیں۔ جن میں ۱۹۵۳ء انیس ہزار غیر عیسائی طلبا زیر تعلیم تھے اور پرائمری اور صنعتی اسکولوں کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔

ٹریننگ اسکولوں اور کالجوں کی تعداد سو کے قریب تھی۔

(د) تدریب المبلغین کے لئے ۳۲ بلند پایہ تھیولاجیکل کالجیز اور سیمزیز قائم تھیں۔

(ہ) دیہات میں تبلیغ کے لئے مبلغوں کی تربیت کے لئے ستر کے قریب مدارس قائم تھے۔

(و) خاص مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے علی گڑھ میں ایک بلند پایہ تبلیغی کالج موسومہ "ہنری مارٹن اسکول آف اسلامک اسٹڈیز" قائم تھا۔

نوٹ اس اسکول میں ایسے گریجویٹ داخل کئے جاتے ہیں جو کسی عیسائی تبلیغی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہوں۔ ان کو قرآن حدیث، فقہ، علم کلام، تاریخ اسلام، تصوف اسلام اور موازنہ مذاہب عالم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ز) عیسائیت کی تبلیغ کے لئے آسامی، بنگالی، انگریزی، گجراتی، گورمکھی، ہندی، کناڑی، کھاسی، کوشاہی، ملیالم مراہٹی، اوریا، پنجابی، سنتالی، تامل، تیلیگو اور اردو میں سینکڑوں مذہبی اخبار اور رسالے جاری تھے۔

نوٹ ان میں بعض زبانیں ایسی بھی ہیں جن کا نام بھی مسلمانوں نے نہیں سنا ہوگا۔ اگر مسلمان چاہتے تو اپنے عہد حکومت میں ہندوستان کی زبانوں میں تبلیغی لٹریچر شائع کر سکتے تھے مگر سلاطین آپس میں لڑتے رہے، امراء عیش کرتے رہے۔ عوام ان کی خدمت کرتے رہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن

(ح) صرف اتر پردیش (سابق یوپی) میں پچپن مختلف تبلیغی جماعتیں شہروں اور دیہات میں پہلو بہ پہلو سرگرم تبلیغ تھیں۔ غور فرمایا آپ نے جس قوم کی تبلیغی سرگرمیوں کا یہ عالم ہے اس قوم کا ایک فرد، اپنی تصنیف میں یہ رونا رو رہا ہے کہ افسوس ہم نے ابھی تک اسلام اور مسلمانان عالم کو یسوع مسیح سے آشنا یا روشناس یا متعارف کرنے کے لئے کما حقہٗ جد و جہد نہیں کی۔

یہ پڑھ کر میں سوچنے لگا کہ ہم فرزندان توحید نے عیسائیوں کو سرکار ابد قرار احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی آپ کے صحیح مقام اور مرتبے سے آگاہ کرنے کے لئے کیا کوشش کی ہے؟

عیسائیوں نے تو مصر، ترکی، لبنان، شام، عراق، ایران، اردن جاوا اور پاکستان میں مسلمانوں کو یسوع مسیح سے متعارف کرنے کے لئے سینکڑوں تبلیغی مشن اور ہسپتال اور مدرسے قائم کر رکھے ہیں۔ اور ان پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن ہم نے انگلستان، جرمنی، فرانس، اسپین، پرتگال اور امریکہ میں عیسائیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روشناس کرنے کے

لئے کتنے تبلیغی مرکز قائم کئے ہیں ؟

وہ اس قدر جدوجہد کے بعد بھی یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ ہم نے ابھی تک مسلمانوں کو یسوع مسیح کے مقام سے آگاہ نہیں کیا۔ مسلمان ہنوز اُن سے بے خبر ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ہماری حالت یہ ہے کہ ہم نے یورپ اور امریکہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور مقام سے آگاہ کرنے کے لئے ان ممالک میں ایک بھی تبلیغی مرکز قائم نہیں کیا۔ جب میں نے اس تلخ حقیقت پر غور کیا تو یہ شعر بے ساختہ میری زبان پر جاری ہوگیا :۔

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

اور میرے دل نے مجھ سے یہ کہا کہ تو اس اندیشہ سے کب تک ضبط آہ کرتا رہے گا کہ کہیں میری قوم کے رہنما میری اس جسارت سے ناراض نہ ہوجائیں۔ لہٰذا اے میرے محترم بزرگو! میں چند ضروری معروضات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) آپ حضرات نے ابھی تک نہ تو بلادِ مغرب میں تبلیغ کے لئے کوئی نظام قائم کیا ہے اور نہ اہلِ مغرب کی اسلام کے خلاف تصانیف کا جواب لکھنے کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں باتوں کے لئے انگریزی زبان سے واقفیت شرط ہے اور آپ نے ابھی تک کوئی ایسی درس گاہ قائم نہیں کی جس میں درس نظامیہ یا دینیات کے فارغ التحصیل حضرات کو انگریزی زبان اور عصری علوم (جدید فلسفہ وسائنس) اور ادیانِ عالم سے آگاہ کیا جا سکے اور تحریر و تقریر کا فن سکھانے کے بعد انہیں اس قابل بنایا جا سکے کہ وہ یورپ اور امریکہ میں اسلام کی اشاعت کر سکیں۔ اس طرف توجہ نہ کرنے یعنی غیر مسلموں میں تبلیغ کی طرف سے غفلت کا نتیجہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہوا ہے۔ مثلاً

(الف) آج انگلینڈ اور امریکہ میں ایک طبقہ ایسا موجود ہے جو اسلام سے آگاہ ہونا چاہتا ہے۔ لیکن نہ آپ نے وہاں کوئی مبلغ بھیجا ہے اور نہ ان کے لئے لٹریچر تیار کیا ہے۔ ان میں سے بعض لوگ قبولِ حق کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ لیکن آپ نے ان کی علمی اور روحانی پیاس بجھانے اور راہِ حق دکھانے کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ اس لئے وہ بدستور تاریکی میں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ قیامت کے دن ہم سے ضرور بازپرس ہوگی کہ دنیا پیاسی تھی مگر ہم نے انہیں آبِ حیات پلانے کا کوئی انتظام نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ یہ بازپرس جھلانے سے نہیں ہوگی۔

(ب) لارڈ لوتھین نے ۱۹۳۸ء میں علی گڑھ یونیورسٹی میں تقسیم اسناد کے موقعہ پر جو خطبہ دیا تھا اس میں انہوں نے مسلمان نوجوانوں سے یہ کہا تھا کہ "یورپ اپنے سیاسی، معاشی، تمدنی اور عائلی مسائل کا تسلی بخش حل دریافت کرنے میں ناکام ہوچکا ہے۔ آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ اسلام زندگی کا مکمل دستورالعمل ہے اور اس میں اجتماعی مسائل کا بہترین حل موجود ہے۔ اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ بلادِ مغرب میں جاکر وہاں کے باشندوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں ...."

بیس سال گذر گئے آج تک کوئی شخص وہاں نہ جا سکا کیونکہ انگریزی داں طبقہ کے افراد، اسلامی علوم سے بے بہرہ ہیں۔ (الا ماشاء اللہ) اور عربی داں افراد، ان کی زبان سے ناآشنا ہیں۔

اب رہا علی گڑھ کالج تو وہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے قائم ہی نہیں کیا گیا تھا۔ ۱۲۰

(ج) یورپ اور امریکہ کے باشندے اسلام سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ڈاکٹر ڈبلو۔ سی۔ اسمتھ نے میک ل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) میں اسلامی علوم اور عربی زبان کی تدریس اور تحقیق کے لئے ایک ادارہ قائم کیا ہے۔ اس ادارہ میں ایم اے پاس طلباء داخل کئے جاتے ہیں۔ جن کو اسلامیات کی تعلیم دی جاتی ہے اور امتحان پاس کرنے کے بعد ایم اے اسلامیات کی ڈگری دی جاتی ہے۔ آپ کی آگاہی کے لئے اس ادارے کا نصاب تعلیم ذیل میں درج کرتا ہوں۔

پہلا پرچہ :۔ جدید دنیائے عرب میں اسلامی تحریکات کا ارتقاء

تحریک وہابیت۔ شیخ سنوسی کی تحریک۔ علامہ جمال الدین افغانی اور مفتی محمد عبدہٗ کی تحریک۔ جامعہ ازہر۔ متجددین فی الاسلام مثلاً ڈاکٹر طٰہٰ حسین اور ڈاکٹر زکی مبارک وغیرہ۔ تحریک اخوان المسلمین۔ تحریک قومیت۔

دوسرا پرچہ :۔ ترکی میں سیکولرازم (تفریق مذہب از امور دنیوی) کا ارتقاء

تیسرا پرچہ :۔ ہند و پاکستان میں جدید رجحانات۔ حجۃ اللہ البالغہ و تفہیمات الٰہیہ از حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ

عبقات مؤلفہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ۔

تفسیر القرآن و مجموعہ تقاریر از سر سید احمد خاں۔

اسپرٹ آف اسلام مؤلفہ آنریبل سید امیر علی۔

اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل جدید مؤلفہ علامہ اقبال۔

ترجمان القرآن از مولانا ابوالکلام آزاد۔

دستور پاکستان اور منیر رپورٹ

چوتھا پرچہ :۔ اسلامی الٰہیات کے تدریجی ارتقاء کی تاریخ

معتزلہ علم کلام۔ اشعری علم کلام۔ امام غزالیؒ اور علامہ تفتازانی کی تصانیف۔

پانچواں پرچہ :۔ امام غزالیؒ کی منتخب تصانیف۔

چھٹا پرچہ :۔ اسلام کا سیاسی نظریہ اور سیاسی زاویہ نگاہ سے اسلام کی تاریخ از عہد خلفائے راشدین تا عصر حاضر۔

ساتواں پرچہ :۔ عرب حکماء کے افکار۔ ابن سینا کی کتاب النجات یا غزالیؒ کی تہافۃ الفلاسفہ۔

آٹھواں پرچہ :۔ تاریخ اسلام

نواں پرچہ :۔ اسلام کے بنیادی افکار کا مطالعہ

دسواں پرچہ :۔ دنیائے اسلام کا جغرافیہ

میں نے نصاب تعلیم کی تفصیلات اس لئے پیش کی ہیں کہ ایک تو آپ کو یہ اندازہ ہو جائے کہ اگر آپ حضرات مغرب میں اسلامی علوم کی نشر و اشاعت کے لئے خود کوئی ادارہ قائم کریں تو وقت کی کتنی اہم ضرورت پوری کر سکیں گے۔ اور آپ کا قائم کردہ ادارہ کتنی جلد مرجعیت کا مقام حاصل کر سکے گا اور آپ کی کس قدر پذیرائی ہو گی۔

دوسرے یہ کہ آپ اس نصاب کا اپنے نصاب سے موازنہ کرکے بعض نہایت مفید کتابیں اور بعض فنون درس نظامیہ داخل کرسکیں مثلاً کتابوں میں حجۃ اللہ البالغہ۔ تفہیمات آلٰہیہ۔ عبقات اور تہافتہ الفلاسفہ۔ اور فنون میں تاریخ اور جغرافیہ۔ سیاسی اور مذہبی تحریکات۔

(۷) ہندو علمائنے انگریزی پڑھ کر اپنی تمام قابل ذکر کتابوں اور اپنے تمام علوم کو انگریزی زبان میں منتقل کردیا ہے۔ مثلاً

(۱) ڈاکٹر رادہا کرشنن، ڈاکٹر ہیریان اور ڈاکٹر داس گپتا نے ہندو فلسفہ کی تاریخ پر نہایت بلند پایہ کتابیں انگریزی زبان شائع کی ہیں۔

(۲) ڈاکٹر رادہا کرشنن نے انگلینڈ میں ہندو فلسفہ پر لیکچر دے کر وہاں کے علماء سے اپنی قابلیت کا لوہا منوا لیا۔ چنانچہ آکسفورڈ یونیورسٹی نے ان کو مشرقی مذاہب اور فلسفہ کی پروفیسری کی کرسی پیش کی۔ یہ اعزاز کسی مسلمان کو آج تک نصیب نہ ہوسکا۔ وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے علوم کو صرف آپ پیش کرسکتے ہیں۔ لیکن آپ انگریزی سے ناآشنا ہیں۔

آج انگلینڈ اور امریکہ کے لوگ شنکر آچاریہ، گوتم، پتنجلی اور کپل سے لیکر رام موہن رائے، رام کرشن پرم ہنس اور ڈاکٹر رادہا کرشنن تمام ہندو فلاسفہ کے ناموں کے علاوہ ان کی تصانیف سے بھی واقف ہیں۔ لیکن علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، علامہ وجیہہ الدین گجراتی، سید علی مہائمی، ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی، ملا محمود جونپوری، ملا محب اللہ بہاری، میر زاہد ہروی ملا حسن، ملا مبین، ملا غلام یحیٰی بہاری، علامہ فضل حق خیرآبادی، قاضی مبارک گوپاموئی، مولوی حمداللہ سندیلوی، ملا عبدالعلی بحرالعلوم اور مولوی عبدالسلام لاہوری کی تصانیف سے آگاہی درکنار، مغرب میں کوئی شخص ان کے ناموں سے بھی واقف نہیں ہے۔ اور ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ ان کی کسی تصنیف کا انگریزی میں ترجمہ ہی نہیں ہوا۔

(۸) ہندوؤں نے وید، بھگوت گیتا، اپنشد اور دوسری کتابوں کے ترجمے اور ان کی تفسیریں انگریزی میں شائع کردی ہیں لیکن ہم نے ابھی تک نہ امام رازی کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اور نہ خود کوئی مستند تفسیر انگریزی میں لکھ کر یورپ اور امریکہ کے باشندوں کے لیئے قرآن فہمی کی راہ ہموار کی ہے۔ کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ عیسائیوں نے حال ہی میں شرح عقائد کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا ہے۔ مگر ہم شرح مواقف یا شرح مقاصد یا شرح تجرید کا ترجمہ آج تک شائع نہ کرسکے!

(۹) انگلینڈ اور امریکہ میں آئے دن مذہبی مجلسیں منعقد ہوتی رہتی ہیں مگر ان جلسوں میں اسلام کی نمائندگی احمدی حضرات کرتے ہیں مثلاً۔ اگست ۱۹۵۸ء میں امریکہ میں تمام مذاہب کے نمائندوں کی ایک مجلس منعقد ہوئی اس کی رپورٹ لاہوری احمدیوں کے اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۲/ اکتوبر ۵۸ء میں شائع ہوئی ہے۔ جو ان کے مبلغ خان بہادر غلام ربانی صاحب نے لکھ کر بھیجی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں:-

"اس لنچ (دوپہر کے کھانے) میں سر محمد ظفراللہ خاں اور میں دونوں اکھٹے بیٹھے تھے۔ جب صدر اجلاس نے یہ کہا کہ اس کانگریس (اجتماع) میں تمام دنیا کے ممالک اور مذاہب کے نمائندے شامل ہیں۔ اور ہماری باری پر جب ہمیں پاکستان اور اسلام کے نام پر مجمع کے سامنے کھڑے ہونے کے لیئے کہا تو ہم دونوں سفید ریش مسلمان ایستادہ ہوگئے"

میں آپ سے باادب دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپ ان کی نمائندگی پر راضی ہیں؟

کیا آپ کی رائے میں احمدی حضرات، اسلام کی نمائندگی کر سکتے ہیں ؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے۔ اور یقیناً ایسا ہی ہے۔ تو پھر آپ ان ملکوں میں اسلام کی نمائندگی کا انتظام کیوں نہیں کرتے ؟ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں ۔

(ز) تبلیغ و اشاعت اسلام سے آپ کی بے اعتنائی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ آج بلاد مغرب ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں تبلیغ کے میدان پر احمدی حضرات قابض ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے علاوہ ان کے مبلغین ان علاقوں اور ان جزیروں میں اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ جن کا نام بھی ہمارے عربی مدارس کے اکثر طلبا نے نہیں سنا ہوگا مثلاً فجی، مارشس، ٹرینیڈاڈ، سیرالیون، نائیجیریا وغیرہ ۔

چونکہ آپ حضرات نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی اس لئے ہندو پاکستان کے ہزاروں مسلمان گذشتہ چالیس سال سے انہی حضرات کو مالی امداد دے رہے ہیں ۔

احمدی حضرات نے ۱۹۱۷ء میں قرآن حکیم کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ اگر آپ حضرات بھی اسی زمانہ میں کوئی مستند ترجمہ مع مقدمہ و حواشی مفیدہ شائع فرما دیتے تو مسلمان ان کا ترجمہ کیوں خریدتے اور ان کے ممنون احسان کیوں ہوتے ؟ مثلاً مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے اپنی ممنونیت کا جو تذکرہ اپنے اخبار میں سپرد قلم کیا تھا۔ اسے پیغام صلح ـــ کئی مرتبہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی مزعومہ خدمت اسلام کی شہادت میں پیش کر چکا ہے ۔

ترجمہ کے علاوہ احمدیوں نے اسلام سے متعلق اور بہت سی کتابیں بھی انگریزی میں شائع کی ہیں جن میں سے ریلیجن آف اسلام ایسی کتاب ہے جسے ہزاروں مسلمان خرید چکے ہیں اور چونکہ آپ نے ابھی تک اسلام پر بھی ایسی جامع کتاب انگریزی میں نہیں لکھی ہے اس لئے مسلم اور غیر مسلم دونوں اسی کو خرید رہے ہیں اور بالواسطہ احمدیت سے متاثر ہو رہے ہیں ۔

اسی طرح آج اگر کوئی شخص (خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم) انگریزی میں حدیث نبوی کا مطالعہ کرنا چاہے تو وہ مجبوراً احمدیوں ہی کی شائع کردہ مینول آف حدیث خریدے گا اور انہی کی "اسلامی خدمت" کا اعتراف کرے گا۔ چنانچہ میں نے بہت سے مسلمانوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آج اسلام کی تبلیغ ہی احمدی کر رہے ہیں۔ ہمارے علماء تو اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے ۔

یہی وجہ ہے کہ لاہوری احمدی آئے دن مسلمانوں سے اپیل کرتے رہتے ہیں ۔ کہ چونکہ ہم بلادِ مغرب میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس لئے تم ہماری مالی امداد کرو۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ہفتہ وار انگریزی اخبار لائٹ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۰ء میں لکھا ہے۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" انگلستان اور جرمنی کے علاوہ امریکہ میں بھی اسلام کی تبلیغ کر رہی ہے۔ مگر اس کی جدوجہد ایسی ہی ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس لئے ہم ان تمام مسلمانوں سے جو اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول سے جنہوں نے سب مسلمانوں پر تبلیغ فرض کی ہے زیادہ عقلمند نہیں سمجھتے، باصرار تمام یہ بات کہتے ہیں کہ وہ اس انجمن کے ہاتھوں کو مضبوط کریں (اس کی مالی امداد کریں) تاکہ وہ اس ملک میں تبلیغ اسلام کا کام وسیع پیمانہ پر کر سکے۔"

انگلستان میں آکسفورڈ، کیمبرج اور دوسری درس گاہوں میں جو مسلمان تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ وہ انہی احمدی مبلغین کو اپنے جلسوں میں اسلام پر تقریر کرنے کے لئے مدعو کرتے رہتے ہیں اور اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ مسلمان ان کو اسلام

کا خادم اور نمائندہ یقین کرتے ہیں اور ہماری عمران کی خدمات کے معترف بنتے ہیں۔ آپ کی اس غفلت کا سب سے زیادہ رنجیدہ نتیجہ یہ ہے کہ احمدی حضرات مسلمانوں سے یہ کہتے رہتے ہیں کہ چونکہ تمہارے علماء نے امام زماں کا انکار کر دیا اس لئے خدا نے ان کو بلادِ مغرب میں تبلیغ اسلام کی توفیق عطا نہیں کی۔ چنانچہ ۱۳ دسمبر ۱۹۵۸ء کو الحاج شیخ میاں محمد صاحب احمدی نے جناب محمد یعقوب خان صاحب کی روانگی انگلستان کی تقریب میں جو عصرانہ دیا اس میں انہوں نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

"یہ ایک قابل غور بات ہے کہ یہ جبّہ پوش مولوی جو اس وقت بھی حضرت مرزا صاحب اور آپ کی جماعت کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور آج بھی کافر اور گردن زدنی ٹھہراتے ہیں۔ انہیں کیوں تبلیغ اسلام کی توفیق میسر نہیں آسکی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسی مامور آلٰہی کا کام ہے۔ دوسروں کو جو اس کی مخالفت پر کھڑے ہیں، یہ توفیق میسر آنا مشکل ہے .... یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ ایسے عظیم الشان کام کی توفیق کسی سلطنت[1] کو بھی نہیں ملتی۔ اور نہ دوسرے اکابر اس طرف توجہ کرتے ہیں .... اصلی بات یہ ہے کہ توفیق انہی کو ملتی ہے جو مامور آلٰہی کے دامن سے وابستہ ہیں۔ یہ کتنا بڑا مقام ہے اور اس نے ہمارا نام کتنا بلند کر دیا ..... آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ انجمن نے انڈونیشیا میں بھی مبلغ بھیجنے کا انتظام کیا ہے۔"

حضرات! ان اقتباسات کو غور سے پڑھیئے اور مجھے مطلع فرمائیے کہ ان طعنوں کا کیا جواب دوں؟ کیا واقعی، جو کچھ وہ کہتے ہیں صحیح ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ کو ان کے خیالات کی تردید اور ان کے دعاوی کے ابطال کے لئے فوراً میدانِ عمل میں آجانا چاہیئے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ان کے اس زعم کا جواب باصواب صرف اسی صورت سے دیا جا سکتا ہے کہ آپ اولین فرصت میں بلادِ مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک ادارہ قائم کر دیں۔

احمدی حضرات بلادِ مغرب میں تبلیغ اسلام کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ پیغام صلح کے ایڈیٹر صاحب نے ۲۴ دسمبر ۵۸ء کے پرچے میں لکھا ہے:-

"یہ حضرت مجددِ وقت (مرزا صاحب) کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے اور اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اس زمانہ میں اشاعت اسلام کا کام صرف اسی جماعت کے حصہ آیا ہے۔ جو حضرت مجددِ وقت سے وابستہ ہے۔ دوسری کسی جماعت یا فرد کو یہ توفیق میسر نہیں آسکتی"

حضرات! کیا ان دعاوی کی تردید آپ کا فرض منصبی نہیں ہے؟ آپ نے احمدیوں کے عقائد کی تردید تو کتابوں کے ذریعہ سے بیشک کر دی ہے لیکن ان کے ان مزعومات کی تردید کتابوں کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ صرف آپ کے طرزِ عمل ہی سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ عمل کے مقابلہ میں صرف عمل ہی مؤثر ہو سکتا ہے۔

انگلستان اور امریکہ سے آئے دن انگریزی میں اسلام سے متعلق اور اسلام کے خلاف کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ گذشتہ چالیس سال میں جس قدر کتابیں میری نظر سے گذری ہیں، اگر صرف ان کے نام ہی آپ کو گنانا شروع کر دوں تو اس کے لئے ایک مستقل رسالہ درکار ہے۔

---

[1] اشارہ ہے مسلمانوں کی سلطنتوں کی طرف ۱۲

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے نہ تو آج تک کسی نے ان کتابوں کا جواب لکھا جو اسلام کے خلاف شائع ہوئیں اور نہ آج تک ان پر تنقید کی جو اسلام سے متعلق ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو لوگ ان کو پڑھ سکتے ہیں وہ جواب لکھنے یا تنقید کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ آپ حضرات ان کا جواب باصواب لکھ سکتے ہیں۔ مگر آپ انگریزی زبان سے ناآشنا ہیں تو خدارا مجھے بتایئے کہ یہ کام کون شخص انجام دے؟

کیا آپ اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ مسلمانوں کا انگریزی داں طبقہ، ان کتابوں کے جوابات پڑھنا چاہتا ہے؟ کیا اس زہر کا تریاق مہیا کرنا آپ کا فرض نہیں ہے؟ اگر ہے تو آپ انگریزی کیوں نہیں پڑھتے؟ اور جہاد بالقلم کیوں نہیں کرتے!

آپ کی اس عدم توجہ کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کتابوں کو پڑھ کر، اسلام سے بدظن ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ تریاق موجود نہیں ہے اس لئے زہر فوراً ہی اندر اپنا کام کرتا رہتا ہے۔ جس کی طرف مولانا ابوالحسن صاحب ندوی نے اپنے مضمون دو نیا اندازہ میں اشارہ کیا ہے۔ اسلام سے متعلق جو کتابیں گذشتہ بیس سال میں شائع ہوئی ہیں ان کا مقصد دراصل یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ اسلام، موجودہ زمانے کی سیاسی، عمرانی، معاشی، معاشرتی، اقتصادی اور تمدنی مسائل سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بالفاظ دیگر ان کتابوں کے مؤلفین، ناصحان مشفق کے لباس میں مسلمانوں کے سامنے آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ اسلام نے جو شریعت آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا کو دی تھی۔ وہ اس زمانہ کے لئے تو ٹھیک تھی۔ مگر عصر حاضر کے جدید تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ اس لئے تمہیں اپنی شریعت میں ترمیم کرنی چاہیئے تاکہ تم ترقی کر سکو!

جن غیر مسلم مصنفین نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے ان میں ڈاکٹر ونینک، ڈاکٹر ٹرٹن، ڈاکٹر منٹگمری واٹ، گردن بام، ڈاکٹر سوئٹمین، ڈاکٹر ہٹی اور نکلسن، ڈاکٹر اسمتھ، ڈاکٹر جوزف شاخت، ڈاکٹر گب، ڈاکٹر الفریڈ اور گیولام پیش پیش ہیں۔ میں نے ان تمام مصنفین کی تصانیف پڑھی ہیں۔ اور جب میں ان کی طرز تحریر کا موازنہ پچھلی صدی کے مصنفین سے کرتا ہوں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انہوں نے اپنی طرز تنقید میں نمایاں تبدیلی پیدا کر لی ہے مثلاً ولیم میور اور مارگولیتھ نے آنحضرت صلعم کی جو لائف لکھی ہے اس کا لب و لہجہ معاندانہ ہے لیکن واٹ کا اسلوب ہمدردانہ ہے۔ یعنی گولی کی تلخی وہی ہے مگر اس پر شکر لپٹی ہوئی ہے۔ یہ تمام مصنفین عربی داں ہیں اور ان میں سے بعض کی کتابیں کراچی اور پنجاب یونیورسٹی کے نصاب میں بھی داخل ہیں! اگر یہ لوگ عربی پڑھ سکتے ہیں تو آپ انگریزی کیوں نہیں پڑھ سکتے؟

لہذا نصاب میں مناسب تبدیلیاں کیجیئے، اور ایک تبلیغی درسگاہ قائم کیجیئے۔ کیا یہ بات افسوسناک نہیں ہے کہ پاکستان میں رومن کیتھولک عیسائیوں کے تین تبلیغی کالج موجود ہیں۔ ایک کوئٹہ میں دوسرا لاہور میں تیسرا کراچی میں اور پراٹسٹنٹ فرقہ کے دو کالج موجود ہیں۔ ایک گوجرانوالہ میں دوسرا نارووال میں۔ واضح ہو کہ ان دونوں فرقوں کی تعداد پانچ لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔ ان کے مقابلہ میں پاکستان میں ۸ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ لیکن ہمارا ایک بھی تبلیغی کالج موجود نہیں ہے۔ رومن چرچ نے اپنی تبلیغی درسگاہیں قیام پاکستان کے بعد قائم کی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقسیم کے بعد ان کی تبلیغی درسگاہیں ہندوستان میں رہ گئیں آپ نے غور کیا یہ قوم کس قدر مستعد، ہوشیار، زمانہ شناس اور حالات سے باخبر ہے!

رومن کیتھولک درسگاہ کا کورس دس سالہ ہے۔

علوم عصری ۲ سال، فلسفہ ۲ سال، مذہبی تعلیم ۵ سال۔

رومن کیتھولک کلیسا میں کوئی فرقہ نہیں۔

پراٹسٹنٹ کلیسا میں بہت سے فرقے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں ان کے حسب ذیل فرقے تبلیغ میں سرگرم ہیں:۔

۱۔ ریفارمڈ پریسبیٹرین کلیسا
۲۔ سرحدی لوتھرن کلیسا
۳۔ میتھوڈسٹ ایپسکوپل کلیسا
۴۔ چرچ مشنری سوسائٹی
۵۔ مکتی فوج
۶۔ سیونتھ ڈے ایڈونٹسٹ مشن
۷۔ واچ ٹاور بائبل سوسائٹی
۸۔ زنانہ بائبل اینڈ میڈیکل مشن
۹۔ ولیسلیئن کلیسا
۱۰۔ اسکاچ مشن
۱۱۔ امریکن پریسبیٹرین کلیسا
۱۲۔ یونائیٹڈ پریسبیٹرین کلیسا
۱۳۔ سوسائٹی برائے اشاعتِ انجیل
۱۴۔ سی، ای، زیڈ، ایم مشن
۱۵۔ نیوزیلینڈ مشن
۱۶۔ یونائیٹڈ چرچ آف ناردرن انڈیا
۱۷۔ وائی، ایم، سی، اے
۱۸۔ وائی، ڈبلیو، سی، اے
۱۹۔ اسٹوڈنٹس کرسچین موومنٹ
۲۰۔ ورلڈ مشن پریئر لیگ، ۲۱۔ پاکستان بائبل سوسائٹی
۲۲۔ ینگ پیپلز کرسچین یونین
۲۳۔ ان اداروں کے علاوہ پاکستان میں بارہ مشن ہسپتال ہیں جنہیں بالواسطہ عیسائیت کی تبلیغ ہوتی ہے

۲۴۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی میں دین عیسوی پر لٹریچر مرتب کرنے کے لئے ایک شعبہ قائم ہے۔

۲۵۔ پانچ اعلیٰ درجہ کے کالج ہیں۔ ۲۵ ہائی اسکول لڑکوں کے لئے اور ۱۲ ہائی اسکول لڑکیوں کے لئے ہیں۔ اور ان درسگاہوں میں بھی عیسائیت کی تبلیغ ہوتی ہے۔

جب سے پاکستان بنا ہے عیسائیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز تر کر دی ہیں، اس وقت ان کے سینکڑوں مبلغین پاکستان کے مسلمانوں کو اپنے مذہب سے روشناس کر رہے ہیں۔ کیا ہم بھی ان کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں؟

اندریں حالات میں پاکستان کے علماء کی توجہ حسب ذیل ضروری امور کی طرف مبذول کرتا ہوں:۔

(۱) نصاب یعنی درس نظامیہ میں ترمیم:۔

تاکہ ہمارے علماء دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ بھی حاصل کر سکیں اور نئے مسائل پر قوم کی رہنمائی کر سکیں اور نئے پیدا شدہ شکوک کا ازالہ کر سکیں۔ دنیا بدل گئی، مسائل بھی بدل گئے۔ لیکن ہمارے طلبا ابھی تک انہی مسائل میں منہمک ہیں جو تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

عیسائی مبلغین اپنے مسائل کے علاوہ دنیائے اسلام کے مسائل سے بھی آگاہی حاصل کر رہے ہیں اور ان پر کتابیں لکھ رہے ہیں، مثلاً چند کتابوں کے نام لکھتا ہوں:۔

۱۔ شیعہ مذہب از ڈاکٹر ڈونالڈسن
۲۔ اسلام اور فلسفۂ اخلاق از ڈاکٹر ڈونالڈسن
۳۔ الغزالی از ڈاکٹر زویمر
۴۔ اسلامی الٰہیات کی ابتداء اور اس کا ارتقاء از ڈاکٹر میکڈانلڈ
۵۔ اسلامی الٰہیات از ڈاکٹر ٹیائٹن
۶۔ اسلام میں جبر و اختیار کی بحث از منٹگمری واٹ
۷۔ ماخذ فقہ اسلامی از ڈاکٹر شاخت
۸۔ عقائد اسلام از ڈاکٹر وینسنگ
۹۔ اسلام میں جدید رجحانات از پروفیسر گب
۱۰۔ خلافت ۔ عروج و زوال از ولیم میور وغیرہ وغیرہ۔

لیکن ہم اپنی قوم کے مسائل سے بھی بے خبر ہیں۔ ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ افلاطون اور ارسطو نے کیا کہا؟ لیکن یہ معلوم نہیں کہ کانٹ اور ہیگل کیا کہتے ہیں؟

(۲) تبلیغی نظام کا قیام اور اس کے لئے مرکزی تبلیغی درس گاہ کی تاسیس

(۳) اسلام کی حمایت کے لئے دار التصنیف کا قیام

اب میں ان امور سہ گانہ پر اپنے خیالات اور اپنی تجویز پیش کرتا ہوں۔

۱۔ درس نظامیہ میں ترمیم

واضح ہو کہ یہ درس آج سے ڈھائی سو سال پہلے مدون کیا گیا تھا۔ بہت ممکن ہے کہ یہ نصاب تعلیم اس زمانے کی ضروریات کے مطابق مدون کیا گیا ہو۔ لیکن اب دنیا بالکل بدل چکی ہے اس لئے یہ نصاب موجودہ زمانے کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس نصاب میں جو نقائص مجھے نظر آتے ہیں ان کو ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

(۱) عربی مدارس سے جو طلباء دس سال کے بعد فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں۔ وہ نہ عربی زبان میں گفتگو کر سکتے ہیں اور نہ کوئی مضمون لکھ سکتے ہیں (الا ماشاء اللہ) اس کا ایک ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ جو طلباء درس نظامیہ ختم کرنے کے بعد پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہوتے ہیں۔ ان میں سے نوّے فیصدی ترجمہ اور جواب مضمون کے پرچے میں فیل ہو جاتے ہیں۔

(۲) اس نصاب میں نہ تاریخ اسلام داخل ہے نہ جغرافیہ عالم، نہ سائنس، نہ معاشیات، نہ سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم)